شفیق الرّحمان

(۱۹۲۰ء.........۲۰۰۰ء)

اردو کے ممتاز افسانہ نگار اور مزاح نگار شفیق الرّحمان ۱۹۲۰ء میں ضلع جالندھر میں ''کلانور'' کے مقام پر پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۴۲ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اپنی قابلیت اور میڈیکل کے امتحان میں نمایاں پوزیشن کی وجہ سے ایک سال کے اندر ہی انھیں فوج میں انڈین آرمی میڈیکل سروس میں لے لیا گیا۔ پاکستان بن گیا تو وہ پاکستان آرمی کا حصّہ بن گئے اور میجر جنرل کے عہدے تک ترقّی کرنے کے بعد ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں ان کا تقرر اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین کی حیثیت سے ہوگیا، جہاں انھوں نے چھے سال یعنی ۱۹۸۶ء تک علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔

شفیق الرّحمان کے مزاح کا انداز بہت ہلکا پھلکا اور نہایت شائستہ ہے۔ اُن کے ہاں نہ تو الفاظ کی بازی گری سے مزاح پیدا کرنے کی کوشش نظر آتی ہے اور نہ ہی محض مزاح پیدا کرنے کی غرض سے ایک باوقار مقام سے نیچے اترنے کا رجحان ملتا ہے۔ ان کی تحریریں حسِ مزاح رکھنے اور مزاح کے تقاضوں کو سمجھنے والوں میں بہت مقبول ہوئیں۔

۱۹۴۲ء میں آپ کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ''کرنیں'' شائع ہوا۔ آپ کے دیگر مجموعوں میں ''شگوفے''، ''مدّ و جزر''، ''حماقتیں''، ''مزید حماقتیں'' اور ''دجلہ'' وغیرہ زیادہ مشہور ہوئے۔

شفیق الرّحمان

ملکی پرندے اور دوسرے جانور

مقاصد تدریس

۱۔ مزاحیہ ادب کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرتے ہوئے، طلبہ کو شفیق الرّحمان کے مزاحیہ اسلوب سے متعارف کرانا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ مزاحیہ نثر پارہ کسی بھی صنفِ ادب میں لکھا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی ایک صنف مخصوص نہیں۔
۳۔ تمثیل نگاری اور پیروڈی یعنی نقلِ مضحک سے روشناس کرانا۔
۴۔ طلبہ کو بتانا کہ پرندے اور جانور کس طرح اپنی خصوصیات کی وجہ سے علامت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

کوّا

کوّا، گرامر میں ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔

کوّا صبح صبح موڈ خراب کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ایسا موڈ جو ویسے بھی کوئی خاص اچھا نہیں ہوتا۔ کوّا گا نہیں سکتا اور کوشش بھی نہیں کرتا۔ وہ کائیں کائیں کرتا ہے، کائیں کے کیا معنی ہیں؟ میرے خیال میں تو اس کا کوئی مطلب نہیں۔

کوّے کالے ہوتے ہیں، برفانی علاقوں میں سفید یا سفیدی مائل کوّا نہیں پایا جاتا۔ کوّا سیاہ کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب بہت مشکل ہے۔ پہاڑی کوّا ڈیڑھ فٹ لمبا اور وزنی ہوتا ہے۔ میدان کے باشندے اس سے کہیں چھوٹے اور مختصر کوّے پر قانع ہیں۔ کوّے خوبصورت نہیں ہوتے لیکن پہاڑی کوّا تو با قاعدہ بدنما ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ معمولی کوّے سے حجم میں زیادہ ہوتا ہے۔

کوّے کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے۔ جن چیزوں کو وہ نہیں دیکھتا، اس قابل نہیں ہوتیں کہ انھیں دیکھا جائے۔ کوّا بے چین رہتا ہے اور جگہ جگہ اُڑ کر جاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ زندگی بے حد مختصر ہے، چنانچہ وہ سب کچھ دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ کون نہیں چاہتا؟

کوّا باورچی خانے کے پاس بہت مسرور رہتا ہے۔ ہر لحظے کے بعد کچھ اُٹھا کر کسی اور کے لیے کہیں پھینک آتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر سوچتا ہے کہ زندگی کتنی حسین ہے۔ کہیں بندوق چلے تو کوّے اسے ذاتی توہین سمجھتے ہیں اور دفعتاً لاکھوں کی تعداد میں کہیں سے آجاتے ہیں۔ اس قدر شور مچتا ہے کہ بندوق چلانے والا مہینوں پچھتاتا رہتا ہے۔

بارش ہوتی ہے تو کوّے نہاتے ہیں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کا ذرا خیال نہیں رکھتے۔ کوّا سوچ بچار کے قریب نہیں پھٹکتا۔ اس کا عقیدہ ہے کہ زیادہ فکر کرنا اعصابی بنا دیتا ہے۔ کوّے سے ہم کئی سبق سیکھ سکتے ہیں۔ کوّا بڑی سنجیدگی سے اُڑتا ہے،

بالکل چونچ کی سیدھ میں۔ کوّے اُڑ رہے ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ شرط لگا کر اُڑ رہے ہیں۔ کوّے فکرِ معاش میں دُور دُور نکل جاتے ہیں لیکن کبھی کھوئے نہیں جاتے۔ شام کے وقت کوئی دس ہزار کوّا کہیں سے واپس آ جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ غلط کوّے ہوں۔ اگر آپ کوّوں سے نالاں ہیں تو یہ مت بھُولیے کہ کوّے بھی آپ سے نالاں ہیں۔

بُلبل

بُلبل ایک روایتی پرندہ ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ سوائے وہاں کے جہاں اسے ہونا چاہیے۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ نے چڑیا گھر میں یا باہر بُلبل دیکھی ہے تو یقیناً کچھ اور دیکھ لیا ہے۔ ہم ہر خوش گُلو پرندے کو بُلبل سمجھتے ہیں، قصور ہمارا نہیں ہمارے ادب کا ہے۔ شاعروں نے نہ بُلبل دیکھی ہے نہ اسے سُنا ہے، کیونکہ اصلی بُلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی۔ سُنا ہے کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں کہیں کہیں بُلبل ملتی ہے لیکن کوہِ ہمالیہ کے دامن میں شاعر نہیں ہوتے۔

عام طور پر بُلبل کو آہ وزاری کی دعوت دی جاتی ہے اور رونے پیٹنے کے لیے اُکسایا جاتا ہے۔ بُلبل کو ایسی باتیں بالکل پسند نہیں۔ ویسے بُلبل ہونا کافی مضحکہ خیز ہوتا ہوگا۔ بُلبل اور گلاب کے پھول کی افواہ کسی شاعر نے اُڑائی تھی جس نے رات گئے گلاب کی ٹہنی پر بُلبل کو نالہ وشیون کرتے دیکھا تھا۔ کم از کم اس کا خیال تھا کہ وہ پرندہ بُلبل ہے اور وہ چیز نالہ وشیون۔ رات کو عینک کے بغیر کچھ کا کچھ دکھائی دیتا ہے۔ بُلبل پروں سمیت محض چند انچ لمبی ہوتی ہے، یعنی اگر پروں کو نکال دیا جائے تو کچھ زیادہ بُلبل نہیں بچتی۔

ماہرین کا خیال ہے کہ بُلبل کے گانے کی وجہ اس کی غمگین خانگی زندگی ہے، جس کی وجہ یہ ہر وقت کا گانا ہے۔ دراصل بُلبل ہمیں محظوظ کرنے کے لیے ہرگز نہیں گاتی، اُسے اپنے فکر ہی نہیں چھوڑتے۔ بُلبل پکے راگ گاتی ہے یا کچے؟ بہر حال اس سلسلے میں وہ بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے۔ ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی، بے سُری ہو جائے تو بہانے نہیں کرتی کہ ساز والے نکمے ہیں۔ آج گلا خراب ہے، آپ تنگ آ جائیں تو اُسے خاموش کرا سکتے ہیں......اور کیا چاہیے۔

جیسے گرمیوں میں لوگ پہاڑ پر چلے جاتے ہیں، اسی طرح پرندے بھی موسم کے لحاظ سے نقلِ وطن کرتے ہیں۔ بُلبل کبھی سفر نہیں کرتی۔ اس کا خیال ہے کہ وہ پہلے ہی سے وہاں ہے جہاں اسے پہنچنا چاہیے تھا۔ ہمارے ادب کو دیکھتے ہوئے بھی، بُلبل نے اگر اس ملک کا رُخ کیا، تو نتائج کی ذمّے دار خود ہوگی۔

بھینس

بھینس موٹی اور خوش طبع ہوتی ہے۔

بھینسوں کی قسمیں نہیں ہوتیں، وہ سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔ بھینس کا وجود بہت سے انسانوں کے لیے باعثِ مسرّت ہے۔ بھینس کا ہم عصر چوپایہ، گائے دنیا بھر میں موجود ہے لیکن بھینس کا فخر صرف ہمیں ہی نصیب ہے۔ تبّت میں گائے کے وزن پر سُرا گائے ہوتی ہے، سُرا بھینس کہیں نہیں ہوتی۔ بھینس کے بچے شکل صورت میں ننھیال اور ددھیال دونوں پر جاتے ہیں، لہٰذا فریقین

ایک دوسرے پر تنقید نہیں کر سکتے۔

بھینس سے ہماری محبت بہت پرانی ہے۔ بھینس ہمارے بغیر رہ لے لیکن ہم بھینس کے بغیر ایک دن نہیں رہ سکتے۔ آج کل یہ شکایت عام ہے کہ لوگوں کو کوٹھی ملتی ہے تو ایسی، جس میں گیراج تک نہیں ہوتا، جہاں بھینس باندھی جا سکے۔ کئی بھینسیں اتنی بھدّی نہیں ہوتیں، مگر کچھ ہوتی ہی ہیں۔ دُور سے یہ پتا چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ بھینس اِس طرف آ رہی ہے یا اُس طرف جا رہی ہے۔ رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر، والا شعر یاد آ جاتا ہے۔

بھینس اگر ورزش کرتی اور غذا کا خیال رکھتی تو شاید چھریری ہو سکتی تھی لیکن کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بعض لوگ مکمل احتیاط کرنے پر بھی موٹے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بھینس کا مشغلہ جگالی کرنا ہے یا تالاب میں لیٹے رہنا۔ وہ اکثر نیم باز آنکھوں سے اُفق کو تکتی رہتی ہے۔ لوگ قیاس آرائیاں کرتے ہیں کہ وہ کیا سوچتی ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں سوچتی، اگر بھینس سوچ سکتی تو رونا کس بات کا تھا۔ بھینس کا حافظہ کمزور ہے، اسے کل کی بات آج یاد نہیں رہتی۔ اس لحاظ سے وہ انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے۔

بھینسے کو بالکل نکمّا سمجھا جاتا ہے۔ اسے ہل میں جوتنے کی سکیم ناکامیاب ثابت ہوئی، کیونکہ وہ دائمی طور پر تھکا ہوا اور ازلی سُست ہے۔ اس نے بچپن میں بھینس کا دودھ پیا تھا۔ بھینس کے سامنے بین بجائی جائے تو نتیجہ تسلی بخش نہیں نکلتا، بھینس کو بین سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

اُلّو

اُلّو بُردبار اور دانشمند ہے لیکن پھر اُلّو ہے۔

وہ کھنڈروں میں رہتا ہے لیکن کھنڈر بننے کی وجوہات دوسری ہیں۔ اُلّو کا ذکر پرانے بادشاہوں نے اپنے روزناموں میں اکثر کیا ہے لیکن اس سے اُلّو کی پوزیشن بہتر نہیں ہو سکی۔ اُلّو کی بیس قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ میرے خیال میں پانچ چھے قسمیں کافی تھیں۔ ویسے اُلّوؤں کی عادتیں آپس میں اس قدر ملتی جلتی ہیں، ایک اُلّو کو دیکھ لینا تمام اُلّوؤں کو دیکھ لینے کے مترادف ہے۔ اُلّو کو وہی پسند کر سکتا ہے، جو فطرت کا ضرورت سے زیادہ مدّاح ہو۔ روزمرہ کے اُلّو کو بوم کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑے کو چُغد، چغد سے بڑا اُلّو ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔

دن بھر اُلّو آرام کرتا ہے اور رات بھر ہُو ہُو کرتا ہے۔ اس میں کیا مصلحت پوشیدہ ہے؟ میرا قیاس اتنا ہی صحیح ہے جتنا کہ آپ کا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اُلّو تُو ہی تُو کا وظیفہ پڑھتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ ان خود پسندوں سے ہزار درجہ بہتر ہے، جو ہر وقت مَیں ہی مَیں کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ شوخ اور باتونی پرندوں میں اُلّو کا مرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ وہ چُپ چاپ رہتا ہے اور غالباً حِسِ مزاح سے محروم ہے۔ بہت سے لوگ محض اس لیے ذی فہم سمجھے جاتے ہیں، کہ وہ کبھی نہیں مسکراتے۔

مادہ، ننھے اُلّوؤں کی بڑی دیکھ بھال کرتی ہے مگر جونہی وہ ذرا بڑے ہوئے اوران کی شکل اپنے ابّا سے ملنے لگی، انھیں باہر نکال دیتی ہے۔ اُلّو کو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ یہ سب بے سُود ہے۔ اُلّو اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ اچھے تو وہ ہوتے ہیں، جو دُور جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اُلّوؤں کو بُرا بھلا کہتے وقت یہ مت بھول لیے کہ انھوں نے اُلّو بننے کی التجا تھوڑا ہی کی تھی۔

بلّی

بلّیوں کی کئی قسمیں بتائی گئی ہیں۔ جو لوگ بلّیوں کی قسمیں گنتے رہتے ہیں، ان کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ بلّیاں پالنے والوں کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ بلّی انھیں خوامخواہ چاہتی ہے، اس لیے نہیں کہ وہ بلّی کے قیام وطعام کا بندوبست کرتے ہیں۔ کاش کہ ایسا ہی ہوتا۔ بلّی دوسرے کا نکتۂ نظر نہیں سمجھتی۔ اگر اسے بتایا جائے کہ ہم دنیا میں دوسروں کی مدد کرنے آئے ہیں، تو اس کا پہلا سوال یہ ہوگا کہ دوسرے یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔

سال بھر میں بلّی سِدھائی جا سکتی ہے، مگر سال بھر کی مشقّت کا نتیجہ صرف ایک سدھائی ہوئی بلّی ہوگا۔ جہاں بقیہ چوپائے، دودھ پلانے والے جانوروں میں سے ہیں، وہاں بلّی دودھ پینے والے جانوروں سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر غلطی سے دودھ کُھلا رہ جائے تو آپ کی سدھائی ہوئی بلّی پی جائے گی۔ اگر دودھ کو بند کر کے قفل لگا دیا جائے تب بھی پی جائے گی، کیونکر؟ یہ ایک راز ہے جو بلّیوں تک محدود ہے۔ بلیاں آپس میں لڑتی ہیں تو ناخنوں سے ایک دُوسری کا مُنھ نوچ لیتی ہیں اور مہینوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتی رہتی ہیں۔ بلّی اور کتے کی رقابت مشہور ہے، بلّی برداشت نہیں کر سکتی کہ انسان کا کوئی وفادار دوست ہو۔ بلّی میں برداشت بہت کم ہوتی ہے۔

چند بلّیاں گھر میں سارے چوہوں کو ختم کر سکتی ہیں۔ چوہے تو رفع ہو جائیں گے مگر بلّیاں رہ جائیں گی۔ بلّیاں دن بھر میک اپ کرتی رہتی ہیں، ان کی جِلد پر طرح طرح کے ڈیزائن ہوتے ہیں۔ موٹی بلّیاں اپنے جسم پر لمبائی میں سیدھی دھاریاں بنا لیں تو ان کا موٹاپا چُھپ سکتا ہے۔ وہ چھریری اور کیوٹ معلوم ہوں گی۔

بلّیاں دوپہر کو سو جاتی ہیں۔ وہ رات تک انتظار نہیں کر سکتیں۔ بعض اوقات بظاہر سوئی ہوئی بلّی اِدھر اُدھر دیکھ کر چپکے سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس سے باز پرس کی جائے تو خفا ہو جاتی ہے۔ بلّی کی جگہ کوئی بھی ہو خفا ہو جائے گا۔ ایک ہی گھر میں سالہا سال گزارنے کے باوجود انسان اور بلّی اجنبی رہتے ہیں۔ زندگی کتنی عجیب ہے۔

(مزید حماقتیں)

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) کوّا اگرامر میں ہمیشہ کیا استعمال ہوتا ہے؟

(ب) پہاڑی کوا کتنا لمبا ہوتا ہے؟

(ج) بندوق چلے تو کوّے کیا کرتے ہیں؟

(د) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بُلبل سمجھتے ہیں۔ اِس میں قصور کس کا ہے؟

(ہ) بُلبل کے گانے کی کیا وجہ ہے؟

(و) بُلبل بہت سے موسیقاروں سے کیوں بہتر ہے؟

(ز) بھینس کا مشغلہ کیا ہے؟

(ح) بھینس کس لحاظ سے انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے؟

(ط) اُلو کی کتنی قسمیں بتائی جاتی ہیں؟

(ی) اُلّو کو کون پسند کر سکتا ہے؟

(س) اُلو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی کیوں نہیں؟

(ص) بلّی کتنے عرصے میں سِدھائی جا سکتی ہے؟

۲۔ متن کو مدِّنظر رکھ کر درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) کوّے کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے۔

(ب) کوّا باورچی خانے کے پاس بہت اُداس رہتا ہے۔

(ج) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بُلبل سمجھتے ہیں۔

(د) اُلّو شہروں میں رہتا ہے۔

(ہ) بلّی اور کتے کی رقابت مشہور ہے۔

۳۔ دیے گئے الفاظ میں سے موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) کوّا اگرامر میں ہمیشہ..........استعمال ہوتا ہے۔ (غلط، زیادہ، مذکر، مؤنث)

(ب) کوّا باورچی خانے کے پاس بہت..........رہتا ہے۔ (ناخوش، اداس، خوف زدہ، مسرور)

(ج) کوّا..........نہیں سکتا اور کوشش بھی نہیں کرتا۔ (سمجھ، ہنس، دوڑ، گا)

(د) بُلبل ایک..........پرندہ ہے۔ (پالتو، گھریلو، روایتی، عاشق مزاج)

(ہ) ....کی قسمیں نہیں ہوتیں، وہ سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔ (بلی، بھینس، چڑیا، بلبل)

(و) بھینس کے......شکل صورت میں ننھیال اور ددھیال دونوں پر جاتے ہیں۔ (پاؤں، سِنگ، بال، بچے)

(ز) اُلّو کی............قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ (بیس، تیس، چالیس، چند)

(ح) بلیوں کی............قسمیں بتائی گئی ہیں۔ (ان گنت، کئی، بہت کم، نایاب)

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

صبح، سیاہ، تیز، اصلی، پکّا، خراب، محبت، روشن

۵۔ اِعراب کی مدد سے تلفّظ واضح کریں۔

مذکر، مختصر، حجم، مسرور، حفظان صحت، خوش گلو، مضحکہ خیز، نالہ وشیون، نقل وطن، روزمرہ

۶۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

نظر، زندگی، باورچی خانہ، بلبل، گلاب، اُلو، راگ، آہ وزاری، مصلحت، قیاس

۷۔ مصنف نے الّو کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

۸۔ سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور اقتباس کے موقع ومحل کی وضاحت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس کی تشریح کریں۔

بلبل پکے راگ گاتی ہے یا کچے؟............آپ تنگ آجائیں تو اُسے خاموش کرا سکتے ہیں۔

مرکبِ ناقص اور مرکبِ تام میں فرق:

دو یا دو سے زیادہ لفظوں کے مجموعے کو مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کی دو بڑی قسمیں ہیں:

(الف) مرکبِ ناقص۔

(ب) مرکبِ تام۔

مرکبِ ناقص: دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ جو پورا مفہوم ادا نہ کرے اور سُننے والے پر اُس کا مطلب واضح نہ ہو۔ مثالیں دیکھیے:

(الف) میرا بھائی۔

(ب) کرسی پر۔

(ج) چار آم۔

(د) مضبوط دیوار۔

(ہ) قیمتی گھڑی وغیرہ۔

مرکبِ تام: دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ جو پورا مفہوم ادا کرے اور سُننے والے پر اُس کا مطلب اچھی طرح واضح ہو۔ مرکبِ تام کو جملہ بھی کہتے ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

(الف) میرا بھائی بیمار ہے۔

(ب) وہ کرسی پر بیٹھا تھا۔

(ج) میں نے چار آم خریدے۔

(د) یہ کرسی بڑی مضبوط ہے۔

(ہ) اسلم نے ایک قیمتی گھڑی چُرائی۔

سرگرمیاں:

۱۔ مصنّف شفیق الرّحمان کا کوئی اور مزاحیہ مضمون اپنے اُستاد سے پوچھ کر پڑھیں۔

۲۔ بچوں کو علامہ اقبالؒ کی وہ سبق آموز نظمیں ضرور پڑھائی اور یاد کرائی جائیں، جن میں پرندوں اور جانوروں کا ذکر ہے۔ مثلاً ''ہمدردی''، ''ایک مکڑا اور مکھی''، ''ایک پہاڑ اور گلہری'' اور ''ایک گائے اور بکری'' وغیرہ۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب، اپنے ظاہری رویّوں میں سنجیدہ ادب سے بالکل مختلف ہوتا ہے، لیکن ہر دو طرح کے ادب کا مقصد، معاشرے کی اصلاح ہوتا ہے۔

۲۔ اس بات کی وضاحت کی جائے کہ مزاح کے لیے کوئی صنف مخصوص نہیں ہے۔ اُردو ادب میں مضامین، سفرنامے، ڈرامے اور انشائیے وغیرہ کی صورت میں مزاحیہ ادب کے اچھے نمونے ملتے ہیں۔

۳۔ جن جانوروں اور پرندوں کا ذکر سبق میں موجود ہے، سبق پڑھانے سے قبل اُن کا عام تعارف کرایا جائے۔

۴۔ جانوروں اور پرندوں کی جو خصوصیات مصنّف نے بیان کی ہیں اور پھر اُن کا ذکر جس علامتی انداز میں کیا ہے، اس کی وضاحت کی جائے۔